پیش لفظ

۱۲ ربیع الاول شریف کو تمام مسلمانانِ عالم اپنے محسن و کریم آقا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشیاں مناتے اور اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اُس نے اس روز اپنی نعمتِ عظمیٰ (یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم) عطا فرمائی ——— لیکن بعض نام نہاد مسلمان، شیطان بصورتِ انسان، نئے نئے (بے معنی) سوالات قائم کرکے، اس عظیم ہستی کی ذاتِ والاصفات پر اعتراضات قائم کرکے، جہاں اپنی بدبختی کا ثبوت فراہم کرتے ہیں، وہیں سادہ لوح مسلمانوں کے ایمانوں کو خراب کرنے اور انہیں ان کارہائے خیر سے روکنے کی بھرپور مذموم کوشش کرتے ہیں۔

پیشِ خدمت رسالہ دراصل اسی طرح کے گمراہ کن، فتنہ انگیز اور بھونڈے اعتراضات کا جامع، مفصل اور مدلل جواب ہے۔ جس کے مطالعہ سے ایمانِ مسلم ایک نئی تازگی پاتا ہے۔ جسے جمعیت اشاعت اہلسنت مفت شائع کر رہی ہے ——— جمعیت اشاعت اہلسنت اس موقع پر برکاتی پبلیکیشنز اور چھاگلہ اسٹریٹ میلاد کمیٹی کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہے کہ انھوں نے اس کارِ خیر میں جمعیتِ ھذا سے تعاون فرمایا۔ اللہ انکی سعی کو قبول فرمائے اور دوسرے سُنّی احباب، اداروں اور تنظیموں کو ان کی طرح مختلف موضوعات پر کتابیں اور کتابچے شائع کرکے مفت تقسیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

خادمِ علمائے اہلسنت
محمد سلیم برکاتی
صدر جمعیتِ ھذا

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ــــ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت و مفتیانِ شریعت اس بارے میں کہ ــــــ
دیوبندی واہلِ حدیث حضرات نے ایک اشتہار بعنوان "دعوتِ فکر" شائع کیا ہے
جس کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ "۱۲ ربیع الاول نبی علیہ السلام کا یومِ وفات
ہے اس روز خوشیاں منانے والے اپنے نبی کی وفات پر خوشیاں مناتے ہیں۔ ان
کا ضمیر و ایمان مُردہ ہے۔ ان کو نہ اپنے نبی کا پاس ہے۔ نہ ان سے حیا۔ یہ لوگ
روزِ قیامت خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں
گے وغیرہ ــــــ سمجھدار لوگ تو اسے دیکھتے ہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۝
پڑھتے ہیں۔ البتہ بعض سادہ لوح مسلمانوں کو اس سے پریشانی ہو سکتی ہے۔ لہذا
مذکورہ بالا اشتہار کی روشنی میں مندرجہ ذیل امور کی وضاحت فرمائی جائے۔

نمبر 1 کیا واقعی بارہ ربیع الاوّل کو مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی
(معاذ اللہ) خوشیاں مناتے ہیں۔؟

نمبر ۲ آیا ربیع الاول کی بارہویں تاریخ یومِ وفات ہے یا یومِ میلاد۔؟

نمبر ۳ جب بارہ ربیع الاول یومِ میلاد بھی ہے اور یومِ وفات بھی تو اس روز
اہلِ سنت میلاد کی خوشی کیوں مناتے ہیں۔ وفات کی غمی کیوں نہیں
مناتے؟ بینوا وتوجروا

السائل (مولانا عبدالخالق نقشبندی خطیب جامع مسجد باری والی گجرات)

الجوابــــــب بعـون العلام الوهابـــــب

وفات پر خوشی ؟

بے شک میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ جہان کیلئے اللہ تعالیٰ کی بے مثل رحمت اور اس کا فضلِ عظیم ہے اور ارشادِ ربانی ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

ترجمہ (اے محبوب) فرما دیجئے کہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ملنے پر چاہیئے کہ لوگ خوشی منائیں۔

(القرآن ۱۰ : ۵۸)

اسی لئے مسلمان بارہ ربیع الاوّل کو میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آقا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتے ہیں۔ یہ بات اتنی صاف اور واضح ہے کہ کسی اَن پڑھ سے اَن پڑھ مسلمان یا چھوٹے سے بچے سے بھی اگر پوچھا جائے کہ اس روز مسلمان کس بات کی خوشی مناتے ہیں؟ تو وہ بھی یہی جواب دے گا کہ ؎

ع خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

اس کے باوجود منکرین نے جو وفات کی خوشی منانے کا سفید جھوٹ اور کھلم کھلا بہتان گھڑ لیا ہے اس سے نہ صرف انہوں نے امانتِ علمی و دیانتِ اسلامی کا خون کیا ہے بلکہ اس بات کا ثبوت بھی فراہم کر دیا ہے کہ ان علم و تحقیق کے

دعویداروں کے پاس جشن میلاد شریف کو حرام ثابت کرنے کے لیئے قرآن و سنت سے ایک بھی صحیح اور صاف دلیل موجود نہیں ۔ ورنہ یہ جھوٹوں کا ملغوبہ تیار کرنے کی کیا ضرورت تھی، بہر حال یہ الزام باطل محض ہے ______

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ ______

کیا ۱۲ ربیع الاول یوم وفات ہے ؟

وفات نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابہ کرام سے چار قسم کی روایتیں منقول ہیں۔

روایت نمبر ۱ ۔ ۱۲ ربیع الاول اور یہ روایت حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما سے منسوب ہے۔

روایت نمبر ۲ ۔ ۱۰ ربیع الاول یہ عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنہما کی طرف منسوب ہے۔

روایت نمبر ۳ ۔ ۱۵ ربیع الاول مروی از حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللّٰہ عنہما

روایت نمبر ۴ ۔ ۱۱ رمضان اور یہ حضرت عبداللّٰہ بن سعود رضی اللّٰہ عنہ کی طرف منسوب ہے ۔ (روایت نمبر ۱، ۲ البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۵۶، روایت نمبر ۳، ۴ وفاء الوفا جلد ۱ صفحہ ۳۱۸)

یہلی روایت کہ جس میں وفات نبوی بارہ ربیع الاول کو بتائی گئی ہے ۔ اس کی سند میں محمد بن عمر الواقدی ایک راوی ہے ۔ جس کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ، امام علی بن مدینی، امام ابو حاتم الرازی اور نسائی نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔ امام یحییٰ بن معین

نے کہا کہ واقدی ثقہ یعنی قابلِ اعتبار نہیں ۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا واقدی
کذّاب ہے حدیثوں میں تبدیلی کر دیتا تھا۔ بخاری اور ابوحاتم رازی نے کہا کہ
واقدی متروک ہے ۔ مُرّہ نے کہا کہ واقدی کی حدیث نہ لکھی جائے ۔ ابن عدی
نے کہا کہ واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں ۔ ذہبی نے کہا واقدی کے
سخت ضعیف ہونے پر ائمہ جرح وتعدیل کا اجماع ہے ۔

(میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۴۲۵ مطبوعہ ہند قدیم)

لہٰذا بارہ ربیع الاول کو وفات بتانے والی روایت پایۂ اعتبار سے بالکل
ساقط ہے ۔ اس قابل ہی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جا سکے ۔

روایت نمبر ۲ کی سند میں ایک راوی سیف بن عمر ضعیف ہے ، اور دوسرا
راوی محمد بن عبید اللہ العرزمی متروک ہے ۔ (تقریب التہذیب صفحہ ۱۴۲ و صفحہ ۲۰۳
وخلاصہ تذہیب صفحہ ۱۶۱ و صفحہ ۳۵۰ تہذیب الکمال للخزرجی)

اور روایت نمبر ۳ و نمبر ۴ کی سند نامعلوم

البتہ اجلۂ تابعین ابن شہاب زہری، سلیمان بن طرخان اور سعد بن
ابراہیم زہری وغیرہم سے معتبر سندوں کے ساتھ یکم و دوم ربیع الاول کو وفاتِ نبوی
منقول ہے ــــ حاصل یہ کہ بارہ ربیع الاول کو یوم وفات قرار دینا نہ تو صحابۂ کرام
سے ثابت ہے اور نہ تابعین سے ۔ لہٰذا بعد کے کسی مؤرخ کا بارہ کو تاریخ وفات
قرار دینا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا ۔

مقامِ غور ہے جب صحابۂ کرام (جو وفاتِ نبوی کے چشم دید گواہ تھے)

اور اُن کے شاگردِ تابعین سے یہ قول ثابت نہیں تو بعد کے مورخ کو کس ذریعے سے یہ معلوم ہو گیا کہ وفاتِ نبوی بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

یہی وجہ ہے کہ مشہور اور مستند دیوبندی مورخ شبلی نعمانی نے بھی یکم ربیع الاول کو یومِ وفات قرار دیا ہے۔ (سیرۃ النبی جلد ۲ صفحہ ۱۷۰) اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بیٹے شیخ عبداللہ نے آٹھویں ربیع الاول کو یومِ وفات لکھا ہے۔ (مختصر سیرۃ الرسول ص ۹۰) ___ قانونِ ہیئت و تقویم کے لحاظ سے بھی بارہ ربیع الاول کو وفاتِ نبوی کسی طرح ممکن نہیں۔ امام ابو القاسم عبدالرحمٰن السہیلی (المتوفی ۵۸۱ھ) جو کہ مشہور و محقق مورخ ہیں ، فرماتے ہیں۔

وکیف ما دار الحال علی ھذا الحساب فلم یکن الثانی عشر من ربیع الاول یوم الاثنین بوجہ (الروض الانف جلد ۲ ص ۳۷۲)

ترجمہ:۔ اس حساب پر کسی طرح بھی حال دائر ہو مگر بارہ ربیع الاول کو یومِ وفات ہو موار کسی صورت میں نہیں آ سکتا۔

یہی مضمون نہایت زوردار الفاظ میں مشہور و محقق مؤرخین اسلام امام محمد شمس الدین الذہبی ، ابن عساکر ، ابن کثیر ، امام نور الدین علی بن احمد السمہودی ، علی بن برہان الدین الحلبی وغیرہم نے بھی بیان فرمایا ہے ___ (دیکھئے تاریخ اسلام للذہبی جزء السیرۃ النبویہ ص ۳۶۹ و ص ۴۰۰ ، وفاء الوفا جلد ۱ ص ۳۱۸ البدایۃ والنہایۃ جلد ۵ ص ۲۵۶ ، سیرۃ حلبیہ جلد ۳ ص ۴۷۳ وغیرھا ،

الغرض بارہ ربیع الاول کا یومِ وفات ہونا کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ نہ عقلاً نہ نقلاً نہ روایتاً نہ درایتاً۔ وللہ الحمد

بارہ ۱۲ ربیع الاول یوم میلاد ہے!

ولادت نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابۂ کرام سے صرف ایک ہی صحیح روایت بارہ ربیع الاول کی منقول ہے جیسے حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ (المتوفی ۲۳۵ھ) نے سندِ صحیح کے ساتھ روایت فرمایا ملاحظہ ہو۔

عن عفان عن سعید بن میناعن جابر وابن عباس انہما قالا ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شہر ربیع الاول۔ (بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی جلد ۲ صہ ۱۸۹ مطبوعہ بیروت البدایہ والنہایہ جلد ۲ صہ ۲۶۰ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: عفان سے روایت ہے وہ سعید بن مینا سے راوی کہ جابر اور ابن عباس رضی اللّٰہ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارہویں ربیع الاول کو ہوئی۔

اس کی سند میں پہلے راوی عفّان کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام ثقہ اور صاحبِ ضبط واتقان ہیں۔ (خلاصۃ التذہیب صہ ۲۶۸ طبع بیروت)
دوسرے راوی سعید بن میناہیں یہ بھی ثقہ ہیں۔ (خلاصہ صہ ۱۴۳ تقریب صہ ۱۲۶)

ان دو جلیل القدر اور فقیہہ صحابیوں کی صحیح الاسناد روایت سے ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول ہی یوم میلاد سرکار ہے۔ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

لہٰذا بعد کے کسی بھی مؤرخ کا کوئی قول یا ظن وتخمین اس کے بالمقابل

لائق التفات وقابل قبول ہرگز نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ حضرت زبیر بن بکار، امام ابن عساکر، امام جمال الدین ابن جوزی اور ابن الجزار وغیرہم نے بارہ ربیع الاول کے یوم میلاد ہونے پر اہلِ تحقیق کا اجماع نقل کیا ہے۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۹۳۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۱۳۲ ماثبت من السنۃ للشیخ المحقق صفحہ ۹۸۔ شمامہ عنبریہ صفحہ ۷ از نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اہلحدیث۔)

اور یہی جمہور علماء و جمہور اہلِ اسلام کا مسلک اور ان میں مشہور ہے (البدایہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۰، الفتح الربانی ج ۲ صفحہ ۱۸۹، المورد الروی لملا علی القاری صفحہ ۹۶ طبع مکہ المکرمہ، حجۃ اللہ علی العالمین للنبہانی جلد ۱ صفحہ ۲۳۱، ماثبت من السنۃ صفحہ ۹۸، المواہب اللدنیہ للقسطلانی نیز اس کی شرح زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۳۲ نیز مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۴۔)

بارہ ربیع الاول ہی کے یوم میلاد ہونے پر قدیماً و حدیثاً تمام اہلِ مکہ متفق چلے آ رہے ہیں۔ اور اسی تاریخ پہ حضور کی ولادت کے مکان شریف پر حاضر ہو کر میلاد شریف مناتے کا قدیم سے اہل مکہ کا معمول ہے ———
(المواہب اللدنیہ، زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۳۲، سیرۃ حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۹۳، المورد الروی لعلی القاری صفحہ ۹۵، ماثبت من السنۃ صفحہ ۹۸، تواریخ حبیب الٰہ مدوحہ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی، مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۴ وغیرہا)

بارہ ربیع الاول ہی کو میلاد شریف کرنے کا اہلِ مدینہ کا معمول ہے۔

(تواریخ حبیب الٰہ) اسی تاریخ کو تمام شہروں کے مسلمانوں کا جشنِ میلاد منانے کا معمول ہے۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد ا صـ۹۳ زرقانی علی المواہب جلد صـ۱۳۲)۔

قدیم اہلِ مکہ کے معمول کی مختصر وضاحت

محدث ابن الجوزی (المتوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں۔

اہلِ حرمین شریفین مکہ ومدینہ اور مصر و یمن و شام اور تمام بلادِ عرب، مشرق و مغرب کے مسلمانوں کا پرانے زمانے سے معمول ہے کہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے اور خوشیاں مناتے، غسل کرتے، عمدہ لباس زیب تن کرتے۔ قسم قسم کی زیبائش و آرائش کرتے، خوشبو لگاتے اور ان ایام (ربیع الاول) میں خوب خوشی و مسرت کا اظہار کرتے، حسبِ توفیق نقد و جنس لوگوں پر خرچ کرتے۔ اور میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا اہتمام بلیغ کرتے۔ اور اس کی بدولت بڑا ثواب اور عظیم کامیابیاں حاصل کرتے۔ میلاد کی خوشی منانے کے مجربات سے یہ ہے کہ سال بھر کثرت سے خیر و برکت، سلامتی و عافیت، رزق، مال اور اولاد میں زیادتی اور شہروں میں امن و امان اور گھر بار میں سکون و قرار جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے رہتا ہے۔ (بیان المیلاد النبوی لابن جوزی صـ۵۷، صـ۵۸)

امام احمد القسطلانی فرماتے ہیں۔

خدا تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے اس شخص پر جو ماہ میلاد پاک ربیع الاول کی راتوں کو خوشیوں کی عیدیں بنالے تاکہ جس کے دل میں بغض شانِ رسالت

کی بیماری ہے اس کے دل پر قیامت قائم ہو جائے۔ (المواہب مع الزرقانی جلد ا صـ ۱۳۹)

ملا علی قاری المتوفی سنہ ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں کہ

اما اهل مكة يزيد اهتمامهم به على يوم العيد" (المورد الروی طبع مکہ صـ ۲۸)

یعنی اہل مکہ میلاد شریف کا اہتمام عید سے بڑھ کر کرتے۔

شاہ ولی اللہ کا مشاہدہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ

میں ایک بار مکہ معظمہ میں میلاد شریف کے روز مکان ولادت نبوی پہ حاضر تھا اور لوگ آپ کے ان معجزات کا بیان کر رہے تھے جو حضور کی تشریف آوری سے پہلے یا آپ کی بعثت سے قبل ظاہر ہوئے تو میں نے اچانک دیکھا کہ انوار کی بارش ہوئی تو میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں کہ جن کو ایسی محافل (میلاد شریف وغیرہ) پر متور کیا گیا ہے۔ نیز میں نے دیکھا انوارِ ملائکہ اور انوارِ رحمت ملے ہوئے ہیں۔ (فیوض الحرمین عربی اردو صـ ۸۰ و صـ ۸۱)

مرشدِ اکابر دیوبند کا ارشاد

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب فرماتے ہیں کہ

مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔

(اشمام امدادیہ صـ ۴۷)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لختِ جگر کا فتویٰ

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی رقمطراز ہے کہ

ابولہب کافر نے ولادت نبوی کی خوشی میں اپنی کنیز ثویبہ کو آزاد کیا تو اس کافر کو قبر میں ہر سوموار (روز ولادت) کو سکون بخش مشروب چوسنے کو ملتا ہے۔ تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہوگا (یعنی اسے کیا کیا نعمتیں نہ ملیں گی) جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منائے۔ (ملخصاً) (مختصر سیرۃ الرسول ص۱۳ شائع کردہ حافظ عبدالعزیز اہل حدیث جہلم) ـــــــــ اللہ تعالیٰ انہیں عمل کی بھی توفیق دے۔

وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ بارہ ربیع الاول یوم میلاد ہے نہ کہ یوم وفات۔ لیکن اگر بالفرض یوم وفات بھی مان لیا جائے تو میلاد کی خوشی منانا اس تاریخ کو تب بھی جائز ہی رہے گا۔ اور وفات کا سوگ منانا ممنوع ہوگا۔ کیونکہ نعمت کی خوشی منانا شرعاً ہمیشہ اور بار بار محبوب ہے۔ جیسے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے نزول مائدہ کے دن کو اپنے اولین و آخرین کے لئے یوم عید قرار دیا تھا۔ (القرآن ۵ : ۱۱۴)۔ لیکن وفات کا غم وفات سے تین روز کے بعد منانا قطعاً جائز نہیں۔ مگر افسوس کہ حدیث کے نام نہاد عاشق اہلحدیثوں سمیت محققین دیوبند میں ایک کو بھی اس قانونِ شرعی کی خبر نہیں ورنہ ایسا لغو اعتراض کرنے کی نوبت نہ آتی۔

چنانچہ امام دار الہجرت امام مالک ابن انس الاصبحی، امام ربانی امام محمد بن حسن الشیبانی، امام ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی، امام حافظ ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ، امام ابوبکر عبد اللہ بن زبیر الحمیدی، امام جلیل امام احمد بن حنبل، امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی، امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، امام مسلم بن الحجاج القشیری امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ الترمذی، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی، امام ابوعبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی، امام ابومحمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی، امام ابوبکر البزاز، امام ابومحمد عبد اللہ بن علی بن جارود النیشاپوری اور امام حافظ ابوبکر احمد بن حسین البیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ جماعت محدثین اسانید صحیحہ معتبرہ کے ساتھ، جماعتِ صحابہ انس بن مالک عبد اللہ بن عمر، امہات المومنین عائشہ صدیقہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش ام حبیبہ، حفصہ، نیز ام عطیہ الانصاریہ، فریعہ بنت مالک بن سنان اخت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہم وعنہن سے مرفوعاً بالفاظ متقاربہ ایک ہی مضمون روایت فرماتے ہیں۔

"امرنا ان لا نحد علی میت فوق ثلاث الا لزوج"۔	ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم کسی وفات یافتہ پر تین روز کے بعد غم نہ منائیں مگر شوہر پر (چار ماہ دس روز تک بیوی غم منا سکتی ہے)

موطا امام مالک ص ۷۱۹ و ص ۷۲۰ موطا امام محمد ص ۲۶۷ مصنف عبد الرزاق جلد ۷ ص ۴۷، ۴۸، ۴۹ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، مسند الحمیدی جلد ۱ ص ۱۱۲ و ص ۱۴۶، مسند احمد مبوب جلد ۷ ص ۱۴۷ تا ۱۵۱، شرح معانی الآثار للطحاوی جلد ۲ ص ۴۸، ۴۹

صحیح البخاری جلد ۲ ص ۸۰۴، صحیح مسلم جلد ا ص ۴۸۶ تا ۴۸۸، جامع الترمذی جلد ا ص ۲۲۷
ابی داؤد جلد ا ص ۳۱۴، سنن النسائی جلد ۲ ص ۱۱۶ تا ۱۱۸، سنن ابن ماجہ جلد ا ص ۵۲
سنن الدارمی جلد ۲ ص ۸۹، ۹۰، مسند البزاز بحوالہ مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۳، المنتقی لابن
جارود ص ۲۵۸، ۲۵۹، السنن الکبیر للبیہقی جلد ۷ ص ۴۳۷ تا ۴۴۰ واللفظ لعبد الرزاق)

ثابت ہوا کہ تین روز کے بعد وفات کی غمی منانا ممنوع۔ اور حصولِ نعمت کی
خوشی بار بار اور ہمیشہ منانا شرعاً محبوب ہے۔ اس لئے ہم بارہ ربیع الاول کو وفات کی غمی
نہیں نعمتِ میلاد کی خوشی مناتے ہیں۔

اور لیجئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض۔ (سنن نسائی جلد ا ص ۱۵۰ وغیرہا من کتب الحدیث)۔

ترجمہ تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی روز آپ نے وفات پائی۔

پھر سرکار فرماتے ہیں۔ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

ان ھذا یوم عید جعلہ اللہ للمسلمین۔ (سنن ابن ماجہ ص ۷۸ ومثلہ فی مسند احمد وغیرہ)۔

ترجمہ یہ جمعہ عید کا دن ہے اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے۔

معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن یوم میلاد النبی (آدم علیہ السلام) بھی ہے۔ اور یوم وفات
بھی ہے اس کے باوجود اللہ نے وفات کی غمی کو نظر انداز کرتے ہوئے یوم میلاد کی خوشی
کو باقی رکھا۔ اور ہر جمعہ کو عید منانے کا حکم دیا۔

دوپہر کے سورج کی طرح یہ مسئلہ روشن اور واضح ہوگیا کہ ایک ہی روز میں اگر غمی اور خوشی کے واقعات جمع ہوجائیں تو غمی کی یاد تین روز کے بعد ختم ہوجاتی ہے اور خوشی کی یاد ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ لہذا

اگر بارہ ربیع الاول کو یومِ میلاد اور یومِ وفات بھی مان لیا جائے۔ تو وفات کی غمی وفات سے تین روز بعد ختم ہوچکی۔ اور میلاد کی خوشی قیامت تک باقی رہے گی۔

علی رغمہ انوف الجہال اعلیحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ الملفوظ میں واضح طور پر بیان فرمادیا ہے۔ وَلٰكِنَّ الْوَهَّابِيَّةَ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم

چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

لمحہ فکریہ!

اشتہار چھاپنے والوں کے لیئے (دانشور دیوبندیوں، اہلحدیثوں، وہابیوں)

مقام فکر ہے کہ انہوں نے بلاسوچے سمجھے بارہ ربیع الاول کو میلاد النبی کی خوشی منانے والوں پر ان کے ضمیر وایمان کی موت کا فتوٰی دیا ہے۔ کیونکہ یہ ان کے نزدیک یوم وفات بھی ہے اب انکا فتوٰی اللہ و رسول پر کیا ہوگا۔ جنہوں نے روزِ جمعہ کو باوجود یوم وفات النبی ہونے کے خوشی کی عید منانے کا حکم دیا اور کیا فتوٰی ہوگا یوم وفات ہونے کے باوجود روزِ جمعہ کو عید کے طور پر منانے والے مسلمانوں پر۔ اور خود دیوبندی وغیر مقلدین بھی تو جمعہ کو روزِ عید قرار دیتے ہیں۔ کیا وفات النبی کے دن روزِ جمعہ کو عید قرار دینے

والے تمام دیوبندی اہلحدیثوں کے علماء عوام سب کا ضمیر مرچکا ہے اور ایمان مردہ ہوچکا ہے؟ شاباش! فتویٰ ہو تو ایسا ہی ہو جو خود اپنے ہی اوپر فٹ ہو جائے۔

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

جاہل اور احمق وہابیو!

ہوش سنبھالو! اور سوچو!........ کیا قدیم زمانے سے بارہ ربیع الاوّل کو جشن میلاد منانے والے مکہ و مدینہ مصر و شام اور مشرق مغرب کے علماء فقہا محدثین، اولیاء کرام اور عامۃ المسلمین، نیز ان کے اس عمل کو فخریہ اپنی کتابوں میں نقل کرنے والے اور ان کی تائید کرنے والے اکابر بزرگانِ دین مثلاً امام قسطلانی امام زرقانی، ابن جوزی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ جلال الدین سیوطی، شمس الدین محمد ناصر الدین الدمشقی، شمس الدین ابن الجزری، ملا علی القاری علی بن برھان الدین الحلبی، امام ابن حجر مکی، شمس الدین سخاوی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابوشامہ شیخ النووی، امام ابوالخطاب ابن وحیہ الاندلسی، حافظ زین الدین عراقی، امام مجدالدین محمد بن یعقوب الفیروز آبادی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور خود مرشدِ دیوبندیاں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی وغیرہم سب کا ایمان و ضمیر مُردہ ہے؟

شاہ ولی اللہ اور حاجی امداد اللہ جن کو تم اپنا پیر و مرشد اور مقتدا مانتے ہو اگر تمہارے فتوے کے مطابق ان کا ضمیر و ایمان مردہ ہے تو تم مریدوں اور مقتدیوں

کا ضمیر و ایمان کیسے زندہ ہو سکتا ہے؟

یقیناً تمہارا ضمیر و ایمان تمہارے اپنے فتوے کے مطابق مردہ ہے۔ اور اپنے منہ سے خود مردہ ضمیر اور بے ایمان بن رہے ہو۔

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اُس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب دیکھئے یہ موحدین اپنے آپ کو اور اپنے بزرگوں کو کس طرح اپنے فتوے اور ضمیر و ایمان کی موت سے بچاتے ہیں؟ دیدہ باید۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہدایت دے۔

لاکھ مرجائیں سرپٹک کے حسود — ہم نہ چھوڑیں گے محفلِ مولود
اپنے آقا کا ذکر کیوں چھوڑیں — جن کی امت ہیں ان سے منہ کیوں موڑیں

فقط واللہ تعالیٰ ورسولہ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

کتبہ **محمد اشرف القادری**

خادم الطلبہ و مفتی دار العلوم قادریہ عالمیہ مراڑیاں شریف بائی پاس روڈ گجرات

نذر و نیاز کرنیوالے احباب اہلسنت کی خدمت میں عرض

اللہ کرے کسی دل میں اتر جائے میری بات آمین۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی اہلسنت وجماعت کے معمولات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ انبیاء علیہ السلام، صحابہ کرام، اولیاء عظام، بزرگانِ دین اور اپنے وفات یافتہ رشتے داروں، والدین اور مرحومین کے "ایصال ثواب" کے لئے نہایت ہی عقیدت و محبت کے ساتھ سال بھر نذر و نیاز کرتے رہتے ہیں اور طرح طرح کے کھانے پکوا کر غرباء و اغنیاء کی دعوت کرتے رہتے ہیں۔ اور اس مقصد میں وہ مجموعی طور پر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپے اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کا یہ فعل یقیناً کارِ خیر ہے اور جائز و مستحسن ہے۔ نیز اعراسِ بزرگانِ دین کے مواقع پر خصوصاً اور پورا سال عموماً مزاراتِ اولیاء کرام پر چادریں چڑھاتے رہتے ہیں اور اس مد میں بھی وہ مجموعی طور پر کروڑوں روپے صرف کرتے ہیں۔

لیکن نہایت ہی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ جب ہمارے انہیں سنی بھائیوں سے نذر و نیاز، مزارات پر چادر اور پھول ڈالنے، اعراسِ بزرگانِ دین منعقد کرنے وغیرہ کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے یا مخالفین اہلسنت وجماعت (جیسے کہ وہابی، دیوبندی، اہلحدیث، شیعہ اور اسی طرح کے گمراہ اور بددین فرقوں کے افراد) جب ان سے اِن معمولات وعقائدِ اہلسنت مثلاً جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، گیارہویں شریف، ندائے یارسول اللہ، علم غیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کا ثبوت مانگتے ہیں اور اس طرح ان کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں تو ان احباب اہلسنت کی اکثریت انہیں برقت جواب نہیں دے پاتی اور جو معلومات رکھتے ہیں وہ بھی اپنے ثبوت میں جلد کتابیں فراہم

نہیں کر پاتے۔

اس لئے اِن احبابِ اہلسنت کی خدمت میں جو نذر و نیاز وغیرہ میں اپنا لاکھوں روپیہ صرف کرتے ہیں دست بستہ عرض ہے کہ جہاں آپ اپنے لاکھوں روپے صرف کھانا پکوانے اور چادریں چڑھانے میں خرچ کرتے ہیں، انہی روپوں کو یا اس میں سے کچھ رقم (چاہے پندرہ بیس فیصد ہی سہی) مندرجہ ذیل کاموں میں بھی استعمال فرما کر اپنے لئے ثوابِ جاریہ اور لوگوں کی اصلاح کا سامان کیجئے۔

(الف) نذر و نیاز، مزارات پر حاضری کے ثبوت اور طریقہ، اعراسِ بزرگانِ دین کا جواز، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اور گیارہویں شریف نیز گمراہ فرقوں کے رد اور عقائدِ اہلسنت سے لوگوں کو روشناس کروانے کے لئے چھوٹے چھوٹے کتابچے چھپوایئے (جس طرح یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے) یہ کام اگر آپ چاہیں تو خود انجام دیں یا پھر ہمیں خدمت کا موقع فراہم کریں کہ ہم آپ کے پیسوں کو ان جگہوں پر استعمال کرنے میں آپ کی مدد کریں۔

(ب) جہاں آپ محافلِ میلاد وغیرہ میں شیرینی تقسیم کرتے ہیں ساتھ ہی کوئی چھوٹی سی کتاب تقسیم کیجیے۔

(ج) اعراس بزرگانِ دین پر جو رقم محض چادریں چڑھانے میں خرچ کرتے ہیں اس میں سے کچھ حصہ ہی سہی، ان اولیاءِ عظام کی سیرت، ان کے پیغام اور ان کی خدمت جو انہوں نے دینِ اسلام کی انجام دی، ان لوگوں کو روشناس کروانے کے لئے لوگوں میں چھوٹے چھوٹے کتابچے تقسیم کر کے صرف کیجئے۔

درد بھرے دل سے سوچئے اور آیئے بڑھ کر اس کارِ خیر میں حصہ لیجئے۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

سحابِ رحمتِ باری ہے بارھویں تاریخ — کرم کا چشمۂ جاری ہے بارھویں تاریخ

ہمیں تو جان سے پیاری ہے بارھویں تاریخ — عدو کے دل کو کٹاری ہے بارھویں تاریخ

اسی نے موسمِ گل کو کیا ہے موسمِ گل — بہارِ فصلِ بہاری ہے بارھویں تاریخ

بنی ہے سُرمۂ چشمِ بصیرت و ایماں — اٹھی جو گردِ سواری ہے بارھویں تاریخ

ہزار عید ہوں ایک ایک لحظہ پر قرباں — خوشی دلوں پہ وہ طاری ہے بارھویں تاریخ

فلک پہ عرشِ بریں کا گمان ہوتا ہے — زمینِ خلد کی کیاری ہے بارھویں تاریخ

تمام ہو گئی میلادِ انبیاء کی خوشی — ہمیشہ اب تری باری ہے بارھویں تاریخ

دلوں کے مَیل دھلے گُل کھلے سرور ملے — عجیب چشمۂ جاری ہے بارھویں تاریخ

چڑھی ہے اوج پہ تقدیر خاکساروں کی — خدا نے جب سے اتاری ہے بارھویں تاریخ

خدا کے فضل سے ایمان میں ہیں ہم پورے — کہ اپنی روح میں ساری ہے بارھویں تاریخ

ولادتِ شہِ دیں ہر خوشی کی باعث ہے — ہزار عید سے بھاری ہے بارھویں تاریخ

ہمیشہ تو نے غلاموں کے دل کئے ٹھنڈے — جلے جو تجھ سے وہ ناری ہے بارھویں تاریخ

خوشی ہے اہلِ سنن میں مگر عدو کے یہاں — فغان و شیون و زاری ہے بارھویں تاریخ

جدھر گیا سُنی آواز یا رسول اللہ — ہر ایک جگہ اُسے خواری ہے بارھویں تاریخ

عدو ولادتِ شیطاں کے دن منائے خوشی — کہ عید عید ہماری ہے بارھویں تاریخ

حسنؔ ولادتِ سرکار سے ہوا روشن
مرے خدا کو بھی پیاری ہے بارھویں تاریخ

از مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

(ذوقِ نعت)